نظرات

۱۹۹۱ء کے پارلیمنٹری انتخاب کے بعد دسویں پارلیمنٹ وجود میں آئی ہے۔ اس دسویں پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس کے افتتاحی صدارتی خطبے میں محترم صدر جمہوریۂ ہند جناب آر وینکٹ رمن نے ملک کی موجودہ اقتصادی، فرقہ وارانہ اور امن داماں کی صورتِ حال پر جو تفصیل سے اظہارِ خیال فرمایا ہے وہ بڑی ہی اہم بات ہے۔ انھوں نے جن جن باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ہر ہندوستانی کے لیے نہ صرف خصوصی توجہ ہی کا باعث ہیں بلکہ وہ ان کے لیے لمحۂ فکریہ کا بھی درجہ رکھتی ہیں۔

اس وقت ملک کے سامنے کتنے ہی مسائل ہیں جو بھیانک روپ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ایک دو مسئلے تو ایسے ہیں جن کے ساتھ ملک کی سالمیت، یکجہتی، ہندو مسلم اتحاد وابستہ ہے اگر ان مسئلوں کو صحیح طرزِ فکر کے ساتھ حل نہ کیا گیا تو ملک خطرناک دوراہے پر جا کھڑا ہو سکتا ہے ایسا خیال کرنا کوئی غلط بات نہ ہوگی۔

دسویں پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے جناب صدر جمہوریۂ ہند نے ہر اس مسئلہ پر تفصیل و صاف گوئی کے ساتھ اظہارِ خیال کیا ہے جو ملک کے موجودہ حالات کے مدِّ نظر پہلی فرصت میں توجہ کا طلب گار ہے۔

اقتصادی بحران سے متعلق مسئلہ ہو یا ملک کے امن واماں و فرقہ وارانہ میل ملاپ کے بارے میں خطروں سے بھرے چیلنج، پنجاب و کشمیر اور آسام کے تشویشناک واقعات و حالات کے سلسلے میں انھوں نے حکومتِ ہند کی طرف سے مستقبل میں ہونے

[illegible]

کاموں کی نشاندہی کردی ہے۔ صدر جمہوریۂ ہند نے ان وعدوں کو بھی پورا کرنے کا بھروسہ دلایا ہے جو کانگریس (آئی) نے اپنے الیکشن مینو فیسٹو میں کیے تھے۔ ہم صدر جمہوریۂ ہند کے دسویں پارلیمنٹ میں خطاب کا یہاں پُرجوش طریقہ سے خیر مقدم کرتے ہیں اور انھیں مبارکباد بھی پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے اتنے عظیم الشان و جلیل القدر عہدۂ صدارت پر فائز رہتے ہوئے ہندوستانی عوام کی بنیادی ضروریات و مسائل کو محسوس کیا اور اسے سنجیدگی کے ساتھ حل کرنے کی بات بھی عزم مصمم کے ساتھ کہی۔ صدر جمہوریۂ ہند کا ایوان نمائندگان کے سامنے خطاب دراصل حکومت ہند کی پالیسی کا آئینہ دار ہوتا ہے حکومت جو چاہتی ہے اور جو کچھ مستقبل میں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اسے وہ... عزت مآب صدر جمہوریہ ہند کی وساطت سے عوام الناس تک پہنچا دیتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہمارا آئین صدر کو اس قدر بھی اختیار نہیں دیتا کہ وہ اس سے اپنے ملکے سے اختلاف کا اظہار بھی نہ کر سکے۔ کتنے ہی موقعوں پر صدر نے حکومتِ ہند کی باتوں سے اختلاف کیا ہے۔ جناب آر وینکٹ رمن کے سامنے تو ابھی ایسی صورتحال نہیں آئی ہے مگر ان کے پیشروؤں کے سامنے بیشک ایسی صورتِ حال نے حکومتِ ہند کو خاصی الجھن میں ڈالا تھا۔

دسویں پارلیمنٹ میں صدر جمہوریۂ ہند کا خطبۂ حکومت اور صدر کے مکمل اتفاق رائے کا عوام کے سامنے تحفہ ہے۔ اس لیے اور بھی یہ قابل ستائش ہے۔

ملک کی معاشی صورتِ حال بڑی ہی سنگین ہو چکی ہے اور صدر جمہوریۂ ہند نے بجا ارشاد فرمایا ہے کہ عوام کو سنگین معاشی بحران کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیئے۔ یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۸۹ء میں غیر کانگریس حکومت کی پالیسیوں نے ملک کو موجودہ سخت معاشی بحران میں مبتلا کرنے کے ساتھ ساتھ بدترین فرقہ واریت اور ذات پات کی زبردست تفریق کی دیوار کھڑی کردی ہے جسے آسانی سے دور کرنا ہی دشوار و مستبعد ہے۔ عوام نے کانگریس پر جو غصّہ دکھایا تھا اس کے نتیجہ میں

میں غیر کانگریس حکومت برسرِاقتدار آئی۔ اس غیر کانگریس حکومت کی ناعاقبت اندیشی نے آج ملک کو ایسے دوراہے پر لا کھڑا کر دیا ہے جو کسی بھی طرح جوالامکھی سے کم نہیں ہے۔ جوالامکھی کے پھٹنے سے جو نقصانِ عظیم ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

۹۲-۱۹۹۱ء کا عام بجٹ ابھی پیش نہیں ہوا ہے۔ جب کہ اسے فروری میں یا مارچ میں قطعاً پیش ہو جانا چاہیئے تھا مگر بجٹ کی آمد سے پہلے ہی چندر شیکھر حکومت نگراں حکومت کے بطور ہو کر رہ گئی۔ پارلیمنٹ تحلیل ہو گئی تھی اور اس وجہ سے مستقل حکومت یا پارلیمنٹ کی غیر موجودگی میں بجٹ پیش ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایڈمنسٹریشن کے کام کاج و سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے لیے پیسہ کی فراہمی میں بڑی دِقّت پیش آئی جسے قانونی رکاوٹوں سے بڑی مشکل سے نپٹتے ہوئے ہی حل کیا گیا۔

معاشی بحران تو ملک کو پہلے ہی درپیش تھا، اس میں خلیجی جنگ نے مزید شدّت پیدا کر دی۔ صرف خلیجی جنگ نے ہی ہندوستان کو ۴۹ ارب روپیہ کے بوجھ تلے دبا دیا۔ سب سے زیادہ ملک کو زرِمبادلہ کی کمیابی بے چین کیے ہوئے ہے اور آج کے بین الاقوامی تعلقات کے دور میں اس کی اہمیت سے انکار بھی محال ہے۔ زرِمبادلہ کی کمی ہی کے پیشِ نظر حکومت ہند نے اپنے قیام کے مختصر وقفہ میں ہی تین بار اپنے روپیہ کی قیمت گھٹا دی کہ اس سے ملک کی برآمدگی میں زیادتی ہو گی اور ملک پر جو زبردست قرضہ کا بوجھ ہے اس سے کسی قدر قرض کی ادائیگی میں آسانی پیدا ہو گی۔ زرِمبادلہ میں کمی غیر مقیم ہندوستانیوں کی طرف سے آنے والی رقم کے بند ہونے سے ایک دم ہو گئی اور پھر ان کی وطن واپسی سے ملک پر ناقابلِ بیان بوجھ پڑ گیا۔ معاشی صورتِ حال کے بگڑنے سے ملک ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہو گیا۔

اس خطرناک صورتِ حال کو نئی حکومت نے جس طرح حل کرنے کا تہیہ کیا ہے وہ ہمارے خیال میں درست ہی ہے۔ یعنی حکومت ہند نے اس دوا سے کام لیا ہے جو مریض کے لیے واقعی فائدہ مند ہو چاہے وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔ میٹھی دوائی دے کر مریض کی

وقتی طور پر تو واہ! واہ لوٹی جا سکتی ہے مگر اس سے مریض کی شفایابی کی کوئی گارنٹی نہیں ہے مریض کو اس سے زندگی کی بجائے موت ہی نصیب ہوتی ہے۔ حکومتِ ہند نے معاشی بحران سے ملک کو نکالنے کے لیے صحیح تدبیر سے کام لیا ہے گو اسے وقتی طور پر عوام کی لعن طعن ضرور سننا پڑے گی کیونکہ کچھ حد تک مشکلات کا سامنا ہوگا مگر عوام کو یہ بات ذہن نشین کرنی ہوگی کہ وقتی مشکلات کی دیرپا راحت و آسائش کے مقابلے میں کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔

صدر جمہوریۂ ہند کے خطبہ میں دوسری جو اہم باتیں کہی گئی ہیں وہ بھی اہم ہیں، مثلاً بابری مسجد، رام جنم بھومی قضیہ سے متعلق ان کا ارشاد ہے کہ یہ قضیہ آپسی گفت و شنید و اتفاق رائے سے سلجھانا ہی ملک و قوم کے مفاد کے عین مطابق ہوگا ورنہ پھر عدالتی فیصلے پر ہی انحصار کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ باقی تمام عبادت گاہوں کی اس حیثیت کو برقرار رکھنے کی ضمانت قانون بنا کر دینا جو ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکومتِ ہند اپنے دورانِ الیکشن وعدے پر قائم ہے اور اسے پورا کرنے کا بھی وہ تہیّہ کیے ہوئے ہے یہ خوش آئند بات ہے اور نئی حکومت ملک و قوم کی طرف سے تحسین کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے تعاون کی بھی بجا طور پر مستحق ہے۔

صدر جمہوریۂ ہند نے اپنے خطبۂ صدارت میں مذکورہ باتوں کے علاوہ سماجی انصاف جن میں عورتوں کی بہبود کے لیے کمیشن کے قیام، اقلیتی کمیشن کو قانونی درجہ دے کر مستحکم کرنا، پسماندہ طبقوں کی بہبود اور ترقی کے لیے ایک ترقیاتی کارپوریشن کے قیام، ترقیٔ اطفال، خدمت کے مربوط پروگرام کی مزید توسیع، ابتدائی صحت عامہ کی خدمت کی بہتری، خاص طور پر دیہی علاقوں میں ان اقدامات کی مزید توسیع وغیرہ شامل ہیں کشمیر، پنجاب و آسام وغیرہ میں امن و امان کی صورتِ حال کو معمول پر لانے کے لئے حکومتِ ہند اپنی توجہ خصوصی مبذول کرے گی ہی اس کی امید ہر ہندوستانی کو کرنی چاہیئے۔ فرقہ وارانہ فسادات پر خصوصی فورس کی جلد از جلد تشکیل کے لیے حک

اقدامات بروئے عمل لانے میں سنجیدگی کے ساتھ کوشاں رہے گی اور ان سب باتوں کا نچوڑ یہ ہے کہ حکومت ہند ملک وقوم کی فلاح وبہبود ومفاد سے متعلق کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گی۔ چونکہ انسان بہرحال انسان ہے اسے کہی اور اَن کہی کا فرق محسوس کرنا ہی ہوگا۔ جو اس کے سامنے کہا جا رہا ہے پہلے مرحلے میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس پر اعتبار ویقین نہ کیا جائے۔ اور اس توقع وامید کے ساتھ ہم جناب نرسمہاراؤ حکومت کا خیر مقدم کرتے ہوئے قدم قدم پر بلاشرط مخلصانہ تعاون پیش کرنے کا انھیں یقین دلاتے ہیں۔

گذارش

جوابی امور وخط وکتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر حوالہ دینا نہ بھولیں۔ خریداری یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔

چیک سے رقم روانہ نہ کریں۔ صرف ڈرافٹ سے روانہ کریں۔

اور اس نام سے بنائیں

"برہان دہلی" "(BURHAN, DELHI)"

پتہ: برہان، اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶